فون نمبر ۴۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم بدھ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۵۹/۲۴	۲۸ شوال ۱۳۸۹ھ ۔ ۷ صلح ۱۳۴۹ ہش ۔ ۷ جنوری ۱۹۷۰ء	نمبر ۶

رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا دروازہ کھولنے والا

جماعتِ احمدیہ کا نہایت درجہ مقدس و بابرکت ۷۸ واں الٰہی جلسہ سالانہ

جلسہ میں تشریف لانیوالے ہزارہا احمدی احباب سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے بصیرت افروز خطابات

تحدیثِ نعمت کے طور پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اسکی تائید و نصرت کا تذکرہ اور اس کے حضور جذباتِ تشکر کا اظہار

(۵)

سلسلہ کی کتب اور اخبارات و رسائل خریدنے کی تحریک کرنے کے بعد حضور نے مورخہ ۲۷ دسمبر کو جلسہ سالانہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سال اللہ تعالیٰ نے ہم پر جو فضل نازل کئے اور جس طرح اپنی تائید و نصرت سے نوازا اب اس کا کچھ تذکرہ اللہ تعالیٰ کے حضور جذباتِ تشکر کے حقیر سے تحفے کے طور پر کیا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے شکر گزار بندوں کو پسند کرتا ہے اور ان پر اپنے مزید فضل نازل کرتا ہے۔

حضور نے نہایت لطیف رنگ میں اِس امر پر روشنی ڈالی کہ کسی مقابلہ اور امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے پر ہی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اس مقابلہ میں شامل ہونے کے سامان مہیا ہونے پر بھی ہمیں ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیئے۔ سچا مومن وہ ہے جو حسبِ منشاء نتیجہ نکلنے پر ہی خوش نہیں ہوتا بلکہ وہ اس نتیجہ کے نکلنے سے پہلے بھی ہر لحظہ اور ہر آن اس امر پہ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے کہ اسنے ہمیں اس جدّ و جہد کے لئے صلاحیتیں اور طاقتیں عطا فرمائیں اور پھر ان صلاحیتوں کو نشو و نما اور ترقی دینے کی توفیق ہمیں مہیا فرمائی۔

حضور نے فرمایا ہم پر اللہ تعالیٰ کے جو فضل نازل ہوتے ہیں ہم ان کا اظہار اس لئے نہیں کرتے کہ ہمیں ان پر کوئی فخر ہے کیونکہ دنیا بھی جانتی ہے اور ہم بھی جانتے ہیں کہ ہم کمزور اور لاشئے محض ہیں نہ ہم اپنوں کے سامنے ان پر فخر کر سکتے ہیں اور نہ دوسروں کے سامنے۔ ہم تو محض تحدیثِ نعمت کے طور پر اس کا ذکر کرتے ہیں کہ باوجود ہر طرح کی کمزوریوں کے اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل نازل کئے۔

اس کے بعد حضور نے سب سے پہلے فضلِ عمر فاؤنڈیشن کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ یہ تحریک حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں اور حضور کے مقاصدِ عالیہ کو پورا کرنے کے لئے جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء میں احبابِ جماعت کے سامنے رکھی گئی تھی۔ اس کی میعاد ۳۰ جون ۱۹۶۹ء کو ختم ہوئی ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ اِس تحریک میں ۲۵ لاکھ روپیہ جمع کیا جائے لیکن یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جن لوگوں نے اپنی آنکھوں سے حُسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس نظیر (سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے جلوے دیکھے تھے انہوں نے تحدیثِ نعمت کے طور پر ۳۲ لاکھ روپیہ سے بھی زیادہ رقم اِس فنڈ میں معیّنہ میعاد کے اندر پیش کر دی الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

اِس فاؤنڈیشن کے اغراض و مقاصد کی تعمیل میں جو کام سرانجام دیئے جا رہے ہیں حضور نے ان پر بھی روشنی ڈالی اور بتایا (۱) حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جامع سوانح حیات تیار کی جا رہی ہے (۲) دینی مسائل پر مقالے لکھنے کے لئے ہر سال انعامی مقابلہ کرایا جاتا ہے اور جو اصحاب اس میں

(باقی دیکھیں صفحہ پر)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۶ صلح ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ۔

حضور کی حرمِ محترم حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت بخار کی وجہ سے تا حال ناساز ہے احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ مدظلہا کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

ربوہ ۶ صلح ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت کل کی نسبت بہتر ہے۔ احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ مدظلہا العالی کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کی عمر میں بے انداز برکت ڈالے۔ آمین

درخواستِ دعا

عزیزم برادرم الحاج مسعود احمد صاحب خورشید مورخہ ۳۱/۱۲/۶۹ کو صبح کے وقت چناب ایکسپریس کے حادثہ میں زخمی ہو گئے تھے پہلے انکو فضلِ عمر ہسپتال میں داخل کیا گیا مگر پھر ڈاکٹروں کے مشورہ کے مطابق لاہور لے جایا گیا وہاں پر رات کو اپریشن ہوا اور ابھی تک میو ہسپتال لاہور کے البرٹ وکٹر ہاسپٹل کمرہ ۲۰ میں زیرِ علاج ہیں اور بفضل اللہ تعالیٰ رو بصحت ہیں۔ حادثہ کی خبر سنکر ازراہِ شفقت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ مع حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا اور حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت سے دیگر افراد اور احبابِ جماعت بغرضِ عیادت تشریف لائے اور دعائیں کیں اور کر رہے ہیں جس کیلئے ہم سب از حد ممنونِ احسان ہیں اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے اور اپنے افضال سے نوازے احبابِ جماعت سے گزارش ہے کہ براہِ کرم دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو جلد از جلد صحتِ کاملہ عطا فرمائے۔ آمین

(خاکسار حکیم حفیظ الرحمٰن سنوری)

خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ولادتِ باسعادت

ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن سے یہ پُرمسرت اطلاع موصول ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مبلغِ سکنڈے نیویا محترم سید میر مسعود احمد صاحب اور محترمہ صاحبزادی سیدہ امۃ الرؤوف بیگم صاحبہ کو وہاں ۳۰ ماہ فتح ۱۳۴۸ ہش مطابق ۳۰ دسمبر ۱۹۶۹ء کو فرزند عطا فرمایا ہے جو اُن کا تیسرا فرزند ہے۔ نومولود حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ کا پوتا اور محترم جناب صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر امورِ عامہ و محترمہ صاحبزادی سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ بنت سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا نواسہ ہے۔

ادارہ الفضل ولادتِ باسعادت کی اِس پُرمسرت تقریب پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ، حضرت سیدہ اُمِّ متین صاحبہ مدظلہا، حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ مدظلہا، حضرت بو زینب صاحبہ بیگم حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ، محترم جناب صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب اور محترمہ صاحبزادی سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ نیز خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خاندان حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کے جملہ دیگر افراد کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو اپنے فضل سے صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عظیم روحانی ورثہ سے حصّہ وافر عطا فرما کر دینی و دُنیوی نعمتوں سے مالا مال کرے۔ آمین اللھم آمین

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

احمدی خواتین کو غلبۂ اسلام کے عظیم مجاہدہ میں مردوں کے دوش بدوش قربانیاں پیش کرنی چاہئیں

اعمالِ صالحہ بجالانیوالوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت دی ہے کہ انہیں دنیوی اور اخروی جنّت کا وارث کیا جائے گا اور انہیں پاک زندگی عطا ہوگی

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے بارھویں سالانہ اجتماع میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا بصیرت افروز خطاب

فرمودہ ۱۸ رماہِ اخاء ۱۳۴۸ ہش مطابق ۱۸ ر اکتوبر ۱۹۶۹ء بمقام ربوہ

(مرتبہ:- مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیرکوٹی)

تشہد وتعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اِس وقت مَیں جماعتِ احمدیہ کی دو تنظیموں سے مخاطب ہوں اور وہ دو تنظیمیں لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ ہیں۔ پہلے مَیں مختصراً اپنی بچیوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج صبح اطفال الاحمدیہ کے اجلاس میں مَیں نے اطفال الاحمدیہ اور

ناصرات الاحمدیہ کے لئے ایک نیا پروگرام

تجویز کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ بچیوں (ناصرات الاحمدیہ) کی عمرِ دین کے لحاظ سے ذہانت اور فراست کی عمر نہیں بلکہ حافظ کی عمر ہے اس لئے ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنی بچیوں کے حافظہ کی تھیلیاں ان جواہرات سے بھر دیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے لے کر ہم تک پہنچائے ہیں۔ اِس کے لئے مَیں نے تجویز کیا ہے کہ ان خزائن کے جو بنیادی حصّے ہیں ان کے متن کی ایک کتاب تیار کی جائے اور یہ حوالے بچّوں اور بچیوں کو ازبر کروا دیئے جائیں۔

مَیں نے خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کی تنظیم سے کہا ہے کہ وہ اِس سال دسمبر کے آخر سے قبل متن کی یہ کتاب تیار کر دیں اور آئندہ سال ہمارے سب بچّوں اور بچیوں کو یہ کتاب حفظ ہو جانی چاہیئے۔ اس کی تیاری میں اگر لجنہ اماء اللہ بھی انہیں مشورہ دے سکے تو اور زیادہ اچھی متن کی کتاب بن جائے گی۔

بہرحال آپ کے لئے یعنی ناصرات الاحمدیہ کے لئے جو پروگرام مَیں نے تجویز کیا ہے یہ ہے کہ اِس سال دسمبر تک آپ میں سے ہر ایک کو

سورہ بقرہ کی پہلی سترہ آیات حفظ ہو جانی چاہئیں

اور آئندہ سال آپ کو متن کی وہ کتاب حفظ ہو جانی چاہیئے جو تیار کی جا رہی ہے۔

اَب مَیں تمام بہنوں کو مخاطب کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دعویٰ کیا تو آپ پر ایمان لانے والے صرف ایک قسم کے لوگ تھے (منافقوں کے علاوہ) اور یہ گروہ وہ تھا جو احمدیت کو اعتقاداً بھی اور عملاً بھی دُنیا کی ہر چیز پر فوقیت دیتا تھا اور دین کو دُنیا پر مقدم کرنیوالا تھا۔ یہ وہ گروہ تھا جو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی قدر اور قیمت پہچانتا تھا اور اس خزانہ کے حصول کے لئے وہ ہر قیمت دینے کے لئے تیار تھا۔ اس گروہ میں وہ بھی تھے جنہیں معلوم تھا کہ اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے تو شاید ہمیں جان کی قربانی دینی پڑے اور وہ یہ سمجھتے ہوئے کہ ہم سے یہ صداقت جان کا مطالبہ کرے گی انہوں نے اس صداقت کو اپنی جان پر ترجیح دی اور کہا ہماری دنیوی زندگی کی کوئی قیمت نہیں ہے یہ جان اس حق اور حکمت اور صداقت کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہمیں مل رہی ہے۔ پس احمدیت قبول کرتے وقت ان کے ذہنوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ شاید ہماری جان جائے لیکن ہم اپنی جان اپنے رب کے حضور پیش کر دیں گے مثلاً

ہمارے بزرگ حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید

تھے۔ انہیں یہ یقین تھا کہ جب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر کے واپس اپنے وطن کابل جاؤں گا تو مجھ سے جان کا مطالبہ کیا جائے گا۔ لیکن وہ اس حقیقت پر قائم تھے کہ یہ جان تو اس صداقت کے مقابلہ میں کچھ چیز ہی نہیں جس کے نتیجہ میں ہمیں اپنے رب کا پیار ملتا ہے۔ چنانچہ اس حقیقت کو جانتے اور سمجھتے ہوئے انہوں نے احمدیت کو قبول کیا اور اپنے ملک واپس چلے گئے۔ وہاں جا کر ان سے جان کا مطالبہ کیا گیا اور ان کے سامنے یہ بات رکھی گئی کہ اگر آپ کو اپنی جان پیاری ہے تو احمدیت کو ترک کر دو اور ارتداد کی راہ کو اختیار کرو۔ لیکن انہوں نے کہا مجھے اس صداقت کے مقابلہ میں اپنی جان پیاری نہیں مَیں خدا کی نگاہ میں غصّہ اور غضب نہیں دیکھنا چاہتا۔ مَیں اپنے پیدا کرنے والے ربِّ کریم کی نگاہ میں ہمیشہ پیار دیکھنا چاہتا ہوں اور اس کے لئے میری جان حاضر ہے۔

پھر اس گروہ میں سے بعض ایسے تھے کہ جنہیں جذبات قربان کرنے پڑے اگر وہ مرد تھے تو اور اگر وہ عورتیں تھیں تو انہیں معلوم تھا کہ اگر ہم احمدیت کو قبول کر لیں گے یا قبول کر لیں گی تو ہمیں

اپنے جذبات کی قربانی

دینی پڑے گی اور انتہائی قربانی دینی پڑے گی۔ انہیں معلوم تھا کہ ہم کو گھر سے نکال دیا جائے گا۔ ہماری بیوی اور بچے ہم سے چھین لئے جائیں گے۔

یا ہمارا خاوند اور ہمارے بچے ہم سے جدا کر دیئے جائیں گے۔ لیکن اس ساری فطری محبت کو جو ایک ماں کے دل میں اپنے بچے کے لئے ہے۔ یا ایک بیوی کے دل میں اپنے خاوند کے لئے ہے۔ انہوں نے قربان کیا۔ اور یہ جانتے ہوئے احمدیت کو قبول کیا۔ کہ ان سے یہ قربانی لی جائے گی۔

پھر بہت سی

عورتوں کو گھروں سے نکال دیا گیا

بہت سے مردوں کو ان کی بیویوں اور بچوں سے علیحدہ ہونا پڑا۔ اور یہ زبردستی کی بات تھی۔ کیونکہ اس وقت جماعت احمدیہ تعداد کے لحاظ سے بہت ہی کم تھی۔ اور کوئی دنیوی سہارا ان کے پاس نہیں تھا۔ اور جو حقیقی سہارا ان کے پاس تھا وہ یہ مطالبہ کرتا تھا کہ اگر تم احمدیت کی قیمت جانتے۔ اور اس کی قدر پہچانتے ہو تو تمہیں جذبات کی قربانی دینی پڑے گی۔

پھر بعض وہ تھے جن کو معلوم تھا کہ اگر ہم نے احمدیت کو قبول کیا تو ہم

دنیوی اموال سے محروم

کر دیئے جائیں گے ہمیں عاق کر دیا جائے گا۔ ہمیں گھروں سے نکال دیا جائے گا۔ لیکن انہوں نے دنیوی اموال کی کوئی پرواہ نہ کی۔ انہوں نے کہا جو روحانی خزانہ ہمیں مل رہا ہے۔ اس کے ایک ایک ہیرے پر ساری دنیا کے اموال قربان۔ ہم اس دولت کو چھوڑ کر دنیا کی عارضی اور فانی دولت سے کیسے پیار کریں۔ انہیں معلوم تھا کہ اگر ہم نے احمدیت کو قبول کیا تو ہماری عزتیں خطرہ میں پڑ جائیں گی۔ بڑے بڑے اثر اور رسوخ رکھنے والوں اور اپنے ماحول میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جانے والوں کو یہ معلوم تھا کہ آج جو دنیوی نگاہ ہمیں عزت اور پیار کے ساتھ دیکھ رہی ہے۔ کل اسی نگاہ میں ہمارے لئے غصہ اور نفرت ہوگی۔ لیکن دنیا کی نفرت اور غصہ کی انہوں نے کوئی پرواہ نہ کی۔ اور خدا تعالیٰ کے پاؤں پر اپنا سر رکھ کر انہوں نے اس عزت کو چاہا۔ جو حقیقی عزت ہے۔ اور رب کریم کی طرف سے ملتی ہے۔ اس زمانہ میں سارے کے سارے لوگ اسی قسم کے تھے۔ جنہوں نے دنیا کی ہر چیز کی قربانی دی۔ اور دنیا کی ہر چیز کی قربانی دینے کے لئے وہ تیار ہو گئے۔ لیکن اس روحانی خزانہ کو چھوڑنے کے لئے وہ تیار نہیں تھے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ انہیں مل رہا تھا۔

اس قسم کے لوگ اب بھی موجود ہیں

جو لوگ باہر سے آتے ہیں وہ کئی سال تک احمدیت کا مطالعہ کرتے ہیں۔ بحثیں کرتے ہیں۔ مسائل سمجھتے ہیں۔ عقائد کے متعلق علم حاصل کرتے ہیں۔ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ احمدیت بڑی قیمتی چیز ہے۔ اور اس کے لئے ہمیں اپنی جان بھی دینی پڑے تو دے دیں گے۔ ہمیں اپنی عزتیں چھوڑنی پڑیں۔ تو ہم چھوڑ دیں گے۔ ہمیں خدا تعالیٰ کے لئے ذلیل ہونا پڑے۔ تو ہم ذلت کو قبول کر لیں گے۔ اگر ہمارے دنیا کے اموال جاتے رہیں تو ہمیں کچھ پرواہ نہیں۔ اگر ہمیں اپنے جذبات کو قربان کرنا پڑے۔ تو ہم اپنے جذبات بھی قربان کر دینگے کیونکہ یہ ساری چیزیں ایسی ہیں کہ احمدیت کے مقابلہ میں ان کی کوئی قیمت نہیں۔ ان کے دل میں احمدیت کی قدر اور اس کی قیمت ہوتی ہے۔

بعض کو اللہ تعالیٰ خواب کے ذریعہ احمدیت کی صداقت بتا دیتا ہے ۱۹۴۹ء میں جب ہم ربوہ آئے۔ تو ہمارے اس ماحول میں اس وقت بہت سے دوستوں کو اللہ تعالیٰ نے

خواب کے ذریعہ احمدیت کی صداقت

کی اطلاع دی۔ اور ان کے دل میں یہ بات گاڑ دی کہ یہ ایسا قیمتی خزانہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں دنیا کی ہر چیز ہیچ ہے۔ چنانچہ یہاں سے چند میل کے فاصلہ پر ٹھٹھہ چنداد ایک گاؤں ہے۔ وہاں کے ہمارے ایک دوست ہیں محمد ان کا نام ہے۔ ان کی عمر ۱۹۴۹ء میں تقریباً انیس سال کی تھی یعنی اس وقت بالکل نوجوان عمر کے تھے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ دریائے چناب ہے۔ اور وہ اس میں بہے جاتے ہیں۔ وہ بڑی کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح کنارہ پر لگیں مگر وہ کنارے تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس کے باوجود جو نظارہ انہوں نے دیکھا۔ اس میں کہیں تو پانی ان کے ٹخنوں تک تھا اور کہیں کمر تک اور کہیں گردن تک اور کہیں سر سے اونچا لیکن پانی تھوڑا تھا یا زیادہ۔ ان کی یہ کوشش کہ میں دریا کے کنارہ تک پہنچ جاؤں کامیاب نہیں ہو رہی تھی۔ اور وہ بہے جا رہے تھے۔ آخر وہ ایک مقام پر پہنچے۔ اور یہ مقام ہمارے

ربوہ کے سامنے کا مقام

ہے۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ دریا کے کنارے سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ اور وہ پانی تک آئی ہوئی ہیں۔ وہاں ایک بزرگ کھڑے ہیں۔ خواب میں ان کو خیال پیدا ہوا کہ وہ اپنا ہاتھ بلند کریں۔ شائد وہ اس طرح بچ جائیں۔ چنانچہ وہ بتاتے ہیں کہ میں نے ہاتھ اونچا کیا۔ اور اس بزرگ نے مجھے بازو سے پکڑا۔ اور مجھے کھینچ کے دریا سے باہر نکالا۔ اور اس طرح مجھے ڈوبنے سے بچالیا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ وہ بزرگ وہیں کھڑے رہے۔ میں سیڑھیاں چڑھا اور اوپر آیا تو وہاں لوگوں کا ایک ہجوم تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ

"ایہہ کیہڑا بزرگ اے جنھے میرے تے ایہہ احسان کیتا اے کہ مینوں ڈبدیاں نوں بچالیا اے"

(یہ کونسے بزرگ ہیں جنہوں نے مجھ پر احسان کیا ہے کہ مجھے ڈوبتے کو بچالیا ہے) انہوں نے کہا کیا تم انہیں پہچانتے نہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ میں تو نہیں پہچانتا انہوں نے آگے سے کہا

"ایہہ امام مہدی نیں۔ دنیا رُڑی جاندی اے ایہہ بانہہ پھڑ پھڑ کے اوہناں نوں کھچ کھچ کے خشکی تے لیاندے چلے جاندے نیں"

(یہ امام مہدی ہیں دنیا بہی جا رہی ہے۔ یہ بازو تھام تھام کر انہیں کھینچ کھینچ کر خشکی پر لاتے چلے جاتے ہیں)

اس خواب کے بعد اس نوجوان کے دل میں احمدیت گھر کر گئی۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے سوچا کہ ہمارے گاؤں میں کوئی احمدی نہیں

احمدیت کے خلاف تعصب

بھی ہے۔ میرے دماغ میں آیا کہ زیادہ سے زیادہ میرا باپ مجھے اپنے گھر سے نکال دے گا۔ اور جو تھوڑی بہت زمین ہے اس سے مجھے محروم کر دے گا۔ لیکن میرے دماغ نے یہ فیصلہ کیا کہ میرا رب جو چیز مجھے دے رہا ہے۔ اس کی قیمت ان دنیوی اموال سے کہیں زیادہ ہے۔ زیادہ سے زیادہ میرا باپ مجھے گھر سے نکال دے گا۔ میں جوان آدمی ہوں۔ اور مضبوط ہوں۔ میں زمینداری چھوڑ کر کہیں مزدوری کر لوں گا۔ اور اپنی روزی کما لوں گا۔ لیکن میں احمدیت کو نہیں چھوڑ سکتا۔

اس وقت جو

باہر سے احمدیت میں آنے والے ہیں

کم وبیش ان کا یہی حال ہے۔ بعض دنیوی حالات سے بڑے بزرگ ہوتے ہیں۔ بعض پیر ہوتے ہیں۔ بعض مولوی ہوتے ہیں۔ وہ جب احمدیت قبول کرتے ہیں تو انہیں بہت کچھ چھوڑنا پڑتا ہے۔ دنیا میں وہ صاحب اقتدار ہوتے ہیں۔ لیکن احمدیت

کے مقابلہ میں وہ اس اقتدار کو کچھ نہیں سمجھتے۔ مَیں نے پہلے بھی کئی دفعہ ایک لطیفہ سنایا ہے۔

یہاں کے ایک بہت بڑے زمیندار تھے

ایک دن مَیں نے انہیں تبلیغ کی تو وہ کہنے لگے کہ میں تو قادیان کے زمانہ سے ہر میں شامل ہوتا ہوں کونسا مسئلہ ہے جو میں سمجھ نہیں اور آپ کو وہ مسئلہ سمجھانے کی ضرورت ہے۔ مسئلے تو میں سارے سمجھتا ہوں " پر دیکھو نہ اسی چودھری آں۔ اج احمدی ہوجائیے تے تہاڈا انگوٹھا ساڈی گردن تے ہووے دا۔ تسی کہوگے کہ اغوا نہیں کرنا۔ جھوٹ نہیں بولنا۔ چوری نہیں کرنا۔ قتل نہیں کرنا۔ ہزار پابندیاں تسی ساڈے اُتے لگادوگے ایس طرح ساڈی چودھر نہیں رہندی۔ ایسے لئی اسی احمدی نہیں ہوندے تے اپنی چودھر نہیں چھوڑدے"۔ (مگر دیکھیں تو ہم چودھری ہیں۔ آج احمدی ہو جائیں تو آپ کا انگوٹھا ہماری گردن پر ہوگا۔ آپ کہوگے اغوا نہیں کرنا، جھوٹ نہیں بولنا، چوری نہیں کرنا۔ قتل نہیں کرنا۔ ہزار پابندیاں آپ ہم پر لگادینگے اس طرح ہماری چودھر نہیں رہتی۔ اسی لئے ہم احمدی نہیں ہوتے۔ اپنی چودھر نہیں چھوڑتے۔

غرض کچھ لوگ اس قسم کے بھی ہوتے ہیں جو دنیوی اموال، عزت وجاہ اور اقتدار کو دین پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور اس طرح احمدیت کو قبول نہیں کرتے۔ لیکن بہت سے احمدیت میں داخل ہونے والے ایسے ہیں جنہیں علم تھا کہ ہمیں اپنی "چودھر" چھوڑنی پڑیگی جنہیں علم تھا کہ ہمیں اپنی عزتیں قربان کرنی پڑیں گی، وہ جانتے تھے کہ ہمیں اپنی جان کی قربانی دینی پڑے گی۔ لیکن وہ اس یقین پر قائم تھے کہ یہ ساری چیزیں ہیچ ہیں جو چیز ہمیں مل رہی ہے۔ اس کے مقابلہ میں اس کی کوئی قیمت نہیں

احمدیت کی قیمت اور اس کی قدر

اور اس کے مرتبہ اور اس کے فیوض اور برکات سے پوری طرح واقف ہو کر قربانی دینے کے لئے ان کے دل تیار ہوتے ہیں۔ تب وہ احمدیت میں داخل ہوتے ہیں۔

لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے سے قریباً بارہ یا چودہ پندرہ سال بعد ایک اور گروہ پیدا ہوا جنہوں نے احمدی گھرانوں میں پیدائش کی وجہ سے اور اس کے نتیجہ میں اپنے پر احمدیت کا ایک لیبل اور نشان لگایا۔ ان کے آگے دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ وہ ہے جنہوں نے باوجود اس کے کہ انہیں سارے خطرات کا علم تھا احمدیت میں رہنا قبول کیا اور ان تمام خطرات کے باوجود انہوں نے احمدیت میں رہنا اس لئے قبول کیا۔ کہ احمدیت ان کی روح ان کی جان، ان کا جسم اور ان کی زندگی تھی، وہ جانتے تھے کہ اس چیز کی اتنی قیمت ہے کہ دنیا کی ہر چیز اس پر قربان کی جاسکتی ہے۔

غرض پیدائشی احمدی (مرد وعورت) اس قسم کے بھی ہیں۔ لیکن

کچھ پیدائشی احمدی

مرد وعورت اس قسم کے بھی ہیں کہ جو احمدیت کی قدر وقیمت کو پہچانتے نہیں اور اس کے لئے وہ قربانیاں دینے کے لئے تیار نہیں جو ان کے باپ دادا نے دی تھیں۔ اور ان کی نانیوں اور دادیوں نے دی تھیں۔ اور وہ سست اعتقاد ہیں۔ شیطان کے وساوس کا شکار ہیں، سستیوں کے پھندوں میں اور سستیوں کی زنجیروں میں وہ جکڑے ہوئے ہیں۔ قربانیاں دینا ان کے لئے دوبھر ہے۔ لیکن سوچنے والی یہ بات ہے کہ کیا احمدیت کو اس قسم کے مردوں اور اس قسم کی عورتوں کی ضرورت ہے نہیں ہرگز نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ

سوچنے والی بات ہے

کہ جو ظاہر میں ہماری طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اور چاہے نام کے ہی سہی وہ احمدیت میں شامل ہیں۔ کیا ہم ایسے گروہ کو ضائع کرسکتے ہیں۔ اس کا جواب بھی یہی ہے کہ نہیں ہرگز نہیں۔ ہم اس طبقہ کو اس گروہ کو وہ مرد ہوں یا عورتیں نہ ضائع کرسکتے ہیں اور نہ ضائع کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر ہم اس گروہ کو ضائع کرنے کے لئے تیار نہیں تو اس کے لئے ہمیں کوئی تدبیر کرنی پڑے گی کیونکہ جب تک ان کے دلوں میں احمدیت کی محبت اس رنگ میں راسخ نہ ہوجائے کہ وہ دنیا کی ہر چیز کو احمدیت پر قربان کرنے والے ہوں یا قربان کرنے والی ہوں اس وقت تک وہ

حقیقی معنی میں احمدی

نہیں ہیں۔

ہم اپنی مستورات سے بھی یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ اسلام کے لئے اسلام کے غلبہ کے لئے اس عظیم مجاہدہ میں اپنے بھائیوں اور خاوندوں کے دوش بدوش آگے بڑھنے والی ہونگی۔ قرآن کریم نے بڑی وضاحت سے ہمیں کہا ہے۔ کہ مرد ہو یا عورت اگر وہ اللہ تعالےٰ کی محبت کے حصول کے لئے مجاہدہ کریں مرد ہوں یا عورتیں سب اللہ تعالےٰ کی رضا کو پائیں گے۔ وہ اس کے قرب کو حاصل کریں گے۔ اور قرآن کریم نے

بڑی وضاحت سے

یہ بات بیان فرمائی ہے۔

اس سلسلہ میں قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے ہمیں تین بشارتیں دی ہیں اللہ تعالےٰ سورۃ آل عمران میں فرماتا ہے۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ
عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى

(آل عمران آیت ۱۹۶)

جو بھی نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اسے یہ بشارت ہے کہ اس کے اعمال ضائع نہیں ہوں گے۔ اور یہ بڑی عظیم بشارت ہے دنیا کے دوسرے کام جو دنیا کے لئے ہم کرتے ہیں وہ ایسی بشارت کے ساتھ نہیں کرتے۔ چونکہ

ایک عام قانون کے مطابق

بہتوں کو ان کے اعمال کی جزامل جاتی ہے۔ اس لئے ان کے اعمال ضائع نہیں ہوتے۔ لیکن وہ ایک عام قانون قدرت کے ماتحت نہ کہ کسی خاص بشارت کی وجہ سے کام کرتے ہیں۔ مثلاً ایک زمیندار ہے وہ دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ جو شخص زمیندارہ کے لئے خدا داد وسائل سے کام لیتا ہے۔ وہ اپنی محنت کا اچھا نتیجہ دیکھتا ہے۔ اس کا کوٹھا دانوں سے بھر جاتا ہے زمیندار مثلاً خریف کی فصلوں کے لئے جو اب پکنے والی ہیں زمین کی تیاری کرتا ہے اچھے بیج تلاش کرکے بوتا ہے راتوں کو جاگتا ہے اور کھیتوں کو پانی دیتا ہے۔

کسی وعدے کی بناء پر نہیں بلکہ اس امید پر کہ عام قانون کے ماتحت میری کھیتیاں پکیں گی اور مجھے دنیوی فوائد حاصل ہوں گے۔ وہ عام طور پر یہ نہیں جانتا کہ اگر میری کھیتی پکے گی اور دانے میرے گھر آئیں گے تو اس بات کا انحصار میری محنت اور کوشش پر نہیں بلکہ اس کا انحصار اللہ تعالیٰ کے فضل پر ہے اس لئے

بعض دفعہ اللہ تعالیٰ سبق دیتا ہے

ابھی چند ہفتوں کی بات ہے مجھے کیمبل پور کے ایک گاؤں سے وہاں کے ایک دوست نے لکھا کہ یہاں خریف کی فصلیں بڑی اچھی تھیں۔ بڑی محنت سے ان کی کاشت کی گئی تھی۔ وقت پر پانی دیا گیا تھا۔ جتنی جتنی کھاد کی ضرورت تھی وہ دی گئی اور اللہ تعالیٰ کا فضل اس رنگ میں ظاہر ہو رہا تھا کہ کھیتیاں بہت اچھی ہیں اور بڑے اچھے دانے آئیں گے۔ پھر یہ کوئی پندرہ بیس دن کی بات ہے کہ بارش ہوئی (آخری بڑی بارش جو یہاں بھی ہوئی اور لاہور وغیرہ میں بھی ہوئی۔ وہ کافی پھیلی ہوئی تھی) بادل آئے اور بارش ہوئی۔ زمیندار بڑے خوش تھے کہ جن کھیتوں کو ہم اپنی کوشش سے پانی نہیں دے سکتے تھے اب ان کو بھی پانی مل جائے گا اور ہماری کھیتیاں اور بھی اچھی ہو جائیں گی لیکن اس بارش کے دوران صرف ایک منٹ کے لئے ژالہ باری ہوئی اور سارے گاؤں کی فصلیں زمین پر لیٹ گئیں اور ایک دانہ بھی باقی نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ اِن واقعات میں

انسان کے لئے یہ سبق

رکھتا ہے کہ تمہیں کوشش تو ضرور کرنی چاہیئے کیونکہ عام طور پر جو میری قدرت ہے اس کے مطابق نتائج نکلتے ہیں اور مَیں فضل کر دیتا ہوں اس فضل کو تم دیکھتے نہیں۔ سمجھتے نہیں لیکن ہوتا میرا ہی فضل ہے جس کی وجہ سے تمہیں دانے مل جاتے ہیں لیکن تم میں سے بعض سو جاتے ہیں۔ تم میں سے بعض غافل ہو جاتے ہیں۔ تم میں سے بعض متکبّر اور مغرور ہو جاتے ہیں۔ تم میں سے بعض اپنے دوسرے غریب اور مسکین اور غریب بھائیوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو ہمیں خدا نے طاقت اور پیسہ دیا تھا۔ ہماری فصلیں کتنی اچھی ہیں اور وہ حقارت کی نگاہ ان غریبوں کی کھیتیوں پر ڈالتے ہیں تب اللہ تعالیٰ انہیں جھنجھوڑنے کے لئے آسمان سے اپنے اس ارادہ کو نافذ کرتا ہے کہ ایک منٹ کی ژالہ باری سے تمام کھیتیاں جڑھ سے اُکھیڑ دی جاتی ہیں۔

غرض ایک عام دُنیا دار انسان دُنیا میں ان اسباب پر بھروسہ کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں یا وہ اپنی قوتِ بازو پر بھروسہ کرتا ہے اور وہ کام کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عام سُنّت کے مطابق وہ امید رکھتا ہے کہ کامیاب ہوگا اور اس کے عمل کی جزاء اور بدلہ دُنیوی طور پر اسے مل جائے گا۔ لیکن آپ اس جماعت کی طرف منسوب ہوتی ہیں جنہیں عام امید نہیں دلائی گئی بلکہ یہ بشارت دی گئی ہے کہ اگر تم اخلاص سے، اگر تم نیک نیتی سے، اگر تم عاجزی کے ساتھ کبر و غرور کے ہر چیتھڑے کو اپنے جسموں سے پرے پھینکتی ہوئی کام کرو گی اور محض تقویٰ کے لباس میں ملبوس ہو گی تو خدا تعالیٰ تم سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ تمہارے اعمال ضائع نہیں ہوں گے، تمہارے اُوپر اس قسم کی ایک منٹ کی ژالہ باری نہیں آئے گی جو تمہاری کھیتی اور تمہارے باغات کو بالکل تہس نہس کر کے رکھ دے۔

غرض یہ ایک وعدہ مردوں اور عورتوں ہر دو سے کیا گیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ مرد ہو یا عورت ہر دو کو مَیں بشارت دیتا ہوں کہ جب تم میرے لئے کام کرو گے تو میری محبت اور میری جزاء کو پاؤ گے۔ پس ایک تو مرد و عورت ہر دو سے یہ وعدہ کیا گیا ہے۔ انہیں

یہ بشارت دی گئی ہے

کہ تمہارے اعمال ضائع نہیں ہوں گے اور یہ بڑی عظیم بشارت ہے۔

بیشک بعض دفعہ اِس دُنیا میں ابتلاء آتے ہیں اور ان کا امتحان لیا جاتا ہے لیکن وہ مرد یا وہ عورت جو اُخروی زندگی پر یقین رکھتی ہے اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ جیسے جو بڑے امیر گھرانے ہیں ان کے افراد اپنے سونے والے کمرہ سے آرام کے ساتھ اپنے بیٹھنے والے کمرہ میں چلے جاتے ہیں۔ یا اپنے بیٹھنے والے کمرہ سے نکل کر اپنے کھانے والے کمرہ میں آجاتے ہیں۔ اسیطرح خدا کے یہ پیارے بندے بندیاں اِس دُنیا کو چھوڑ کر اس دُنیا کی جنّتوں سے نکل کر جن کا انہیں اس دُنیا میں وارث کیا گیا ہے ایک دوسری جنّت میں چلے جاتے ہیں۔ اور جس نے ایک جنّت سے نکل کر دوسری جنّت میں جانا ہو اُسے کس بات کی فکر ہے۔ پس ہمیں یقین ہے کہ ہم خدا کے لئے جو عمل کریں گے وہ ضائع نہیں جائیں گے۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ایک اَور بشارت دی۔ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا

(نساء آیت ۱۲۵)

پہلی بشارت یہ تھی کہ تمہارے اعمال ضائع نہیں ہوں گے۔ دوسری بشارت یہ ہے کہ تمہیں جنّت کا وارث قرار دیا جائے گا یعنی تمہارے اعمال کا وہ نتیجہ نکلے گا جو میرے وعدہ کے مطابق ہے۔ اور تم جنّت کی وارث بنو گی۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا کہ جو بھی صالح عمل کرے وہ مرد ہو یا عورت اور ایمان کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے والا ہو یا ایمان کے تمام تقاضوں کو پورا کرنیوالی ہو اکو

ہم یہ بشارت دیتے ہیں

کہ ہم نے اس کے لئے جنّت مقدّر کی ہے۔ عمل صالح صرف موقع اور محل پر نیک کام کو نہیں کہتے بلکہ اس نیک کام کو کہتے ہیں جو موقع اور محل پر بھی کیا جائے اور وہ ہر اس بیماری سے پاک ہو جس کے نتیجہ میں عمل اللہ کے حضور سے رد کر دیا جاتا ہے یعنی وہ مقبول کوشش ہو اسی لئے ہمیں کہا گیا ہے کہ دعائیں کرو۔ کیونکہ مقبول کوشش وہ نہیں ہوتی جس کا انحصار اور بھروسہ صرف اپنی محنت پر ہو بلکہ مقبول کوشش وہ ہوتی ہے جس کی قبولیت کے لئے دعائیں کی جاتی ہیں اور ان دعاؤں کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قبول کر لیتا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم میرے پیدا کردہ اسباب سے کام لو اور میری ہدایت کے مطابق اعمالِ صالحہ بجا لاؤ۔ پھر میرے حضور دعائیں کرو کہ اگر کوئی خامی یا نقص یا بیماری ہمارے اعمال میں رہ گئی ہو تو اے خدا تُو مغفرت کی چادر سے ان نقائص کو ڈھانپ لے اور اپنے فضل اور نُور کے لباس سے ہمارے اعمال کو لپیٹ لے اور انہیں قبول کر لے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم ایسے اعمال کرو گی تو تمہیں جنّتوں کا وارث کیا جائے گا یہ ایک دوسری بشارت ہے جو مرد اور عورت ہر دو کو دی گئی ہے۔

تیسری بشارت جو مرد و عورت ہر دو کو دی گئی وہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ

حَیٰوۃً طَیِّبَۃً وَّ لَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۔ (النحل آیت ۹۸)

کہ عملِ صالح کرنے والے مرد ہوں یا عورتیں ہر دو کو ہم یہ بشارت دیتے ہیں کہ وہ حیاتِ طیبہ حاصل کریں گے اور اس میں دراصل

اس طرف بھی اشارہ ہے

کہ اسی دُنیا میں ان کی جنّت کا سامان پیدا کیا جائے گا۔ ایک پاک زندگی انہیں عطا ہوگی۔ اور وہ جو پاک ہے اور پاکیزگی مجسم ہے یعنی ہمارا رب۔ وہ پاکیزگی کو پسند کرتا اور طہارت سے پیار کرتا ہے اور گندگی سے نفرت کرتا ہے اس لئے اگر تمہاری زندگی پاک ہوگی تو خدائے پاک اور قدوس تم سے محبّت اور پیار کرے گا اور یہ ایک عظیم بشارت ہے اس دنیا کے لئے بھی بشارت ہے اور دوسری زندگی کے لئے بھی بشارت ہے۔

ہم ثواب۔ انعام اور بدلہ کے مختلف الفاظ استعمال کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان سب کے ایک ہی معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم اعمالِ صالحہ بجالاؤ گی تو تم حیاتِ طیبہ حاصل کرلوگی مَیں مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں کروں گا مَیں اپنی محبّت کا اظہار ایک جیسا کروں گا۔ مردوں کو بھی حیاتِ طیبہ کا وارث بناؤں گا اور عورتوں کو بھی حیاتِ طیبہ کا وارث بناؤں گا۔

غرض ان آیات میں

اللہ تعالیٰ نے ہمیں تین بشارتیں دی ہیں

ایک یہ کہ تمہارے اعمال ضائع نہیں ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ تمہیں اِس دنیوی جنّت اور اُس اُخروی جنّت دونوں کا وارث بنایا جائے گا۔ تیسرے یہ کہ تمہیں ایک پاک زندگی عطا ہوگی اور دُنیا اُسے حیرت سے دیکھے گی کہ دُنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اس قسم کی پاک زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ تین بشارتیں ہیں اور ان تین بشارتوں میں مرد کو عورت پر ترجیح نہیں دی گئی بلکہ ہر دو کو ایک مقام دیا گیا ہے۔ جس طرح مردوں کے اعمال ضائع نہیں ہوں گے اسی طرح عورتوں کے اعمال بھی ضائع نہیں ہوں گے۔ جس طرح مرد جنّت کے وارث بنیں گے عورتیں بھی جنّت کی وارث بنیں گی جس طرح مردوں کو حیاتِ طیبہ ملے گی عورتوں کو بھی حیاتِ طیبہ ملے گی۔ اور ساتھ یہ کہہ دیا کہ جس طرح مردوں کو اعمالِ صالحہ کرنے پڑیں گے اور دعائیں کرنی پڑیں گی اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا پڑے گا۔ عاجزانہ راہوں کو اختیار کرنا پڑے گا تاکہ ان کے اعمال خدا تعالیٰ کی نگاہ میں مقبول ہو جائیں اسی طرح عورتوں کو بھی اعمالِ صالحہ بجالانے پڑیں گے۔ یہ نہیں کہ مرد اعمالِ صالحہ بجالا کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں مقبول ہوں، مرد اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی زندگی کے ہر شعبہ کو اپنی محبت کو اپنے جذبات کو۔ اپنے اموال کو۔ اپنی دولت کو اور اپنی جاہ وحشمت کو قربان کریں اور عورتیں ایسا نہ کریں۔ اگر عورتوں نے ان تین وعدوں کو جو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں کئے ہیں پانا ہے تو عورتوں کو بھی مردوں کی طرح اعمالِ صالحہ بجا لانے پڑیں گے جس کا مطلب یہ ہے کہ اِن تین آیات میں

عورتوں کو یہ حکم دیا گیا ہے

کہ تمہیں اپنے مردوں کے دوش بدوش۔ تمہیں اپنے بھائیوں کے شانہ بشانہ۔ تمہیں اپنے بیٹوں کے پہلو بہ پہلو اسلام کے لئے قربانیاں دینی پڑیں گی اور کامیابی کی اس شاہراہ پر چلنا پڑے گا۔ اگر تم اپنے بھائیوں، بیٹوں اور خاوندوں کے دوش بدوش اور پہلو بہ پہلو خدا کی راہ میں قربانی اور ایثار سے کام لیتی ہوئی آگے نہیں بڑھو گی تو ان تین بشارتوں سے جو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں دی ہیں تمہیں کوئی حصہ نہیں ملے گا۔

احمدی مستورات کے لئے یہ ضروری ہے کہ جس طرح ان کی بزرگ بہنوں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور ان کی رُوحانی ماؤں نے یعنی ازواجِ مطہرات نے مردوں کے پہلو بہ پہلو اسلام کے قیام اور اسلام کے غلبہ اور اسلام کے استحکام کیلئے قربانیاں دی تھیں اسی طرح یہ بھی دیں ورنہ وہ ان وعدوں کی وارث نہیں ہو سکتیں۔ ان کی زندگی میں ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ وہ مسلمان مردوں کے پہلو بہ پہلو قربانیاں دے رہی تھیں یہ صحیح ہے کہ عورت کی ایک بڑی ذمہ داری بچّوں کی تربیت ہے لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ اس کے یہ معنی نہیں کہ انہوں نے میدانِ جنگ میں جا کر اپنی زندگیوں کو خدا کے حضور پیش نہیں کیا ہیں۔ بلکہ تاریخ کے اوراق نے ان کے عظیم کارنامے محفوظ کئے ہیں۔ اسلامی تاریخ نے مردوں کے پہلو بہ پہلو عورتوں کی قربانیوں کے نظارے دیکھے ہیں اسلامی تاریخ نے

جنگِ احد کے موقع پر

حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ اور دوسری صحابیات رضی اللہ عنہن کو مشکیں بھر بھر کر مردوں کو پانی پلاتے اور پٹیاں بنا بنا کر زخمیوں کے زخموں پر مرہم لگاتے پٹیاں باندھتے دیکھا۔ ہماری تاریخ نے غزوۂ خیبر میں ان عورتوں کو بھی پایا جو زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی پھر رہی تھیں اور وہ سپاہیوں کے بدن سے تیر نکالتی پھر رہی تھیں اور انکے کھانے کا انتظام کر رہی تھیں۔ ان کا بھی عملی حصہ تھا میدانِ جنگ میں جس کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآنِ کریم کہتا ہے کہ اگر اعمالِ صالحہ ہوں تو اللہ تعالےٰ مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں کیا کرتا۔ آپ نے مالِ غنیمت کے جب حصّے کئے تو آپ نے مالِ غنیمت میں سے صرف مرد سپاہیوں ہی کو حصہ نہیں دیا بلکہ ان عورتوں کو بھی مالِ غنیمت میں سے حصّہ دیا جو میدانِ جنگ میں کام کر رہی تھیں اور ہماری تاریخ نے نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی غزوات میں جنگ کے میدان میں مسلمان عورتوں کو سٹریچروں پر زخمیوں کو واپس لاتے دیکھا۔ پھر

ہماری تاریخ نے یہ بھی نظارہ کیا

کہ مسجدِ نبوی میں ایک خیمہ ہے اور اس میں میدانِ جنگ سے آئے ہوئے سپاہی ٹھہرائے گئے ہیں اور مسلمان عورتیں ان کا علاج کر رہی ہیں وہ ان کے زخموں پر پٹیاں باندھ رہی ہیں اور ان زخمیوں کو وہاں لانے والی بھی عورتیں ہی ہیں۔ چونکہ سپاہی کم ہیں اس لئے ان کو اس خدمت سے فارغ نہیں کیا جا سکتا۔

پھر وہ لوگ مرد اور عورت سادہ زندگی گزارنے والے تھے اس لئے میدانِ جنگ میں عورتیں مردوں کے لئے پلاؤ نہیں پکایا کرتی تھیں۔ زردہ نہیں تیار کرتی تھیں بلکہ وہ زخمی سپاہیوں کو اپنے ہاتھ سے ستو بنا بنا کر پلایا کرتی تھیں۔ پھر ہماری تاریخ نے میدانِ جنگ میں مسلمان عورت کو سامان پر پہرہ دیتے دیکھا۔ سپاہی کو اپنے پیچھے بہت سا سامان چھوڑنا پڑتا ہے اور اس سامان کے اوپر پہرہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ چونکہ مرد جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کم تھے اس لئے عورتوں سے اس قسم کی خدمات لی جاتی تھیں۔ پھر اسلامی تاریخ نے مسلمان عورتوں کو ان شہداء کی قبریں کھودتے دیکھا جنہوں نے میدانِ جنگ میں اپنی جانیں خدا کے حضور پیش کر دی تھیں۔ پھر ہماری تاریخ نے مسلمان عورتوں کو اپنے خاوندوں کے ساتھ شامل ہو کر عملاً لڑائی میں حصہ لیتے دیکھا اور ایک موقع پر انہوں نے اپنے کپڑوں کو جو عام طور پر حجاب (اصطلاحی معنی میں) کی وجہ سے ڈھیلے ہوتے تھے کس لیا اور مردوں کیساتھ میدانِ جنگ کی طرف بڑھیں۔ ان کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں۔

پھر ہماری تاریخ نے بہت سے مقامات میں یہ نظارہ بھی کیا کہ عورتیں مسلمان مردوں کے ساتھ مل کر جہاد کرتی ہوئی آگے بڑھیں اور پھر مردوں کو پیچھے چھوڑتے ہوئے ان سے بھی پہلے دشمن کی فوج میں گھس گئیں۔ ہماری

تاریخ نے یہ بھی دیکھا کہ مسلمان عورتوں نے ایک یہودی جاسوس کے سر پر اپنے خیمہ کا بانس مار کر اسے داخلِ جہنم کیا۔ ہماری تاریخ نے مسلمان عورتوں میں ام عمارہ کو بھی دیکھا جو جنگِ احد میں مسلح حملہ آوروں کو مار مار کر پیچھے ہٹا رہی تھیں اور کئی زخم ان کے جسم پر لگے مگر انہوں نے ان زخموں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے اس مجاہدانہ عمل کو جاری رکھا۔

ہماری تاریخ نے

مسلمان عورت کی فراست

کا بھی ملاحظہ کیا۔ ایک موقعہ پر جب دشمن مسلمانوں کو دبا رہا تھا تو مسلمان عورتوں نے اپنے ان دوپٹوں کو جو ان کے سروں کی عزت تھے اسلام کی عزت کو قائم کرنے کے لئے اپنے سروں سے اتارا۔ اور ان کا ایک جھنڈا بنایا۔ اور پھر وہ ساری جمع ہوئیں۔ اور لڑنے والوں کی طرف بڑھیں۔ دشمن یہ سمجھا کہ تازہ دم کمک مسلمانوں کو پہنچ گئی ہے۔ اور اس طرح مسلمان عورتوں کے اس فراست کے عمل نے دشمن کو پسپا کر دیا۔ کہاں اور کس مجاہدانہ اور ایثار سے بھرے ہوئے عمل کے ساتھ مسلمان عورت کو اسلامی تاریخ نے نہیں دیکھا، اسلامی تاریخ نے ہر جگہ اسے مرد کے پہلو بہ پہلو اور دوش بدوش قربانیوں کے میدان میں پایا۔ ان کے چہرے مٹی کے تہوں کے نیچے پوشیدہ تھے اس لئے ان کو اس وقت نقابوں کی ضرورت نہیں تھی ان کے بال پراگندہ اور پریشان تھے۔ ان کو ڈھانپنے کی اس لئے ضرورت نہیں تھی کہ ان کی ذاتی عزت کے مقابل میں اسلام کی عزت کے رہنے یا جانے کا سوال تھا اور جب اللہ تعالیٰ نے مردوں کے پہلو بہ پہلو مسلمان عورت کو بھی پراگندہ بال اور غبار آلود جسم کے ساتھ دیکھا تو اس نے آسمان سے ندا کی

رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ

کہ یہ میرا وہ پیارا گروہ ہے۔ میں ان کے ساتھ اس قدر تعلق محبت رکھتا ہوں کہ یہ مجھے میری قسم دے کر جو سوال بھی کریں میں اسے مان لوں گا

غرض جب تک

ہماری احمدی عورتیں

آج کے اسلامی جہاد میں جو تلوار کا جہاد نہیں (لیکن اس کی وجہ سے اس کی اہمیت کم نہیں ہوتی) مردوں کے ساتھ میدانِ عمل میں ان کے پہلو بہ پہلو وہ قربانیاں نہ دیں۔ جو قربانیاں کہ ان سے پہلی عورتوں نے دیں۔ اور جو قربانیاں ان کے مرد آج بھی دے رہے ہیں۔ وہ انہی بشارتوں کی وارث نہیں ہو سکتیں۔ احمدیت نے تو بہرحال غلبہ حاصل کرنا ہے۔ اسلام نے تو دنیا میں پھیل جانا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی بے انتہا محبت میں وہ حصہ دار نہیں بنیں گی۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک پوری طرح پولشڈ (Polished) ہو۔ اس پر ان دلائل کی چمک ہو۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دیئے۔ اس کے سینہ سے اس کے جسم سے اسلام کے ان

سچے اور حقیقی عقائد کا نور

پھوٹ پھوٹ کر آ رہا ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وساطت سے ہمیں ملے۔ اور جن پر سے زمانہ کے گرد و غبار کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے بہبود کے لئے صاف کیا۔ اب وہ چمکے ہوئے ہیں۔ ان پر کوئی گرد نہیں۔ ان میں کوئی ملاوٹ نہیں۔ بہرحال وہ عقائد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے سامنے رکھے ضروری ہے کہ ہمارے دل اللہ تعالیٰ کی اس محبت ذاتی سے بھرے ہوئے ہوں۔

کہ جب اللہ تعالیٰ کی وہ محبت ذاتی انسان کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ تو ہر دوسری محبت اس سے غائب ہو جاتی ہے۔ غیر کے لئے اس کے سینہ میں کوئی جگہ نہیں رہتی۔

ہمارا یہ پروگرام ہونا چاہیئے

کہ جو مستورات پیدائشی احمدی ہیں (ویسے تو مرد بھی پیدائشی احمدی ہیں لیکن میں ان کو علیحدہ مخاطب کر رہا ہوں) ان کو نئے سرے سے وہ تمام دلائل سکھائے جائیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف بنیادی مسائل کے متعلق ہمیں دیئے ہیں۔ مثلاً وفاتِ مسیح ہے۔ وفاتِ مسیح ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اگر ہم اس کو پورے طور پر نہ سمجھیں تو ہم عیسائیت کی تائید کر رہے ہیں۔ اور عیسائیت کو تقویت پہنچا رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام معلم اور استاد تھے۔ اور آپ کا معلم اور استاد وہ حقیقی معلم اور استاد ہے جو سب کو سکھاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ آپ نے اپنے رب سے جو آپ کا معلم اور استاد تھا بڑے زبردست دلائل حاصل کئے۔ اور پھر ہر پہلو کو ہر لحاظ سے نمایاں کر کے ایک روشن صداقت ہمارے سامنے پیش کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اور صداقت جو ہمارے سامنے رکھی وہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے۔ آپ نے ہمیں بتایا کہ

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ایک زندہ نبی ہیں

آپ کی روحانی زندگی قیامت تک کے لئے ہے۔ اور آپ کی اتباع کے نتیجہ میں جس طرح آج سے تیرہ چودہ سو سال پہلے ایک شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرتا تھا اسی طرح آج بھی آپ کے روحانی فیوض کے نتیجہ میں ایک شخص آپ کی اتباع کی وجہ سے اس محبت کو خدا سے حاصل کر سکتا ہے۔ آپ ایک زندہ نبی ہیں جس کی روحانی تاثیرات آج بھی جاری ہیں اور موثر ہیں۔ اور دنیا کو فیض پہنچا رہی ہیں۔ یہ ہے آپ کا روحانی مقام اور اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت سے دلائل اور بہت سی آسمانی تائیدات کا ذکر کیا ہے۔ تائیدات سماوی کا ایک دریا ہے۔ جس کے بہنے کا سامان آپ نے کر دیا ہے۔ اسی دریا سے آپ نے پانی لیا ہے۔ پانی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ لیکن آپ کی کوشش سے وہ پانی اس جگہ پہنچنے لگ گیا ہے۔ جہاں وہ پہلے نہیں پہنچ رہا تھا۔

جماعت احمدیہ میں ہر وقت ہزاروں لاکھوں مرد اور عورتیں ایسی ہوتی ہیں۔ اور اس وقت بھی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے جن سے وہ اپنے پیار کا اظہار کرتا ہے۔ لیکن وہ پیدائشی عورت جس نے مقام محمدی کو نہیں پہچانا وہ اس سے کیسے حصہ لے سکتی ہے۔ پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ہر پیدائشی احمدی عورت کی وہ بڑی ہو یا چھوٹی تربیت کریں۔ بعض پیدائشی احمدی مستورات تو ایسی ہونگی جواب ادھیڑ عمر میں پہنچ گئی ہیں۔ اور ان کی پیدائش احمدیت میں ہوئی ہے۔ کیونکہ احمدیت پر خاصا زمانہ گزر گیا ہے۔

بہرحال انہیں علیٰ وجہ البصیرت اور یقین کے ساتھ ان باتوں کو سمجھنا چاہیئے۔ اور ان پر قائم ہونا چاہیئے۔ ورنہ ان حقائق کی برکات سے ہم محروم ہو جائیں گے۔ اسی طرح قرآن کریم کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

وہ ایک زندہ کتاب ہے

اور آپ نے بڑی وضاحت سے بیان کیا۔ اور علمی لحاظ سے بھی اور عملی لحاظ سے بھی ہم پر یہ واضح کیا کہ قرآن کریم کتاب مبین ہونے کے ساتھ ساتھ کتاب مکنون بھی ہے۔ یعنی اس کے بعض اسرار روحانی پہلوؤں پر کھل چکے ہیں۔ اور اس معنی میں یہ کتاب مبین ہے لیکن بہت سے اسرار روحانی اس کے ہر زمانہ میں اور ہر زمانہ کے مقربین پر کھولے جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے قرآنی علوم کا دریا بہایا۔ جو ایک سمندر ہمارے سامنے رکھا۔ اس پر

جب ہم غور کرتے ہیں تو ہماری آنکھیں خیرہ ہوجاتی ہیں لیکن آپ نے صرف یہ نہیں کہا کہ یہ ایک سمندر ہے اور اب اس میں کوئی پانی نہیں شامل ہوگا۔ کیونکہ سمندر تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے لیکن اس سمندر کا پانی روحانی بادل اٹھاتے اور اس کو ان لوگوں پر جو دین کے پہاڑ ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتے ہیں اتارتے ہیں پھر وہ خالص پانی دریاؤں اور نہروں میں سے ہوتا ہوا اسی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سمندر میں جا پڑتا ہے وہیں سے وہ آیا تھا اور اسی میں وہ شامل ہوجاتا ہے۔ اس لئے اس میں کوئی غیریت نہیں ہے لیکن

اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام کیا ہے

کہ ہر زمانہ میں روحانی بادل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی سمندر کے پانی کو اپنے کندھوں پر اٹھاتے اور ان لوگوں تک اس کو لے جاتے ہیں جنہوں نے دلی اخلاص کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی اور زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق اس سمندر کے نئے سے نئے خزانے مقربین باری کو حاصل ہوتے ہیں تا وہ دنیا کی بہبود کے لئے اور اس کی خدمت میں اپنی زندگیاں گذاریں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے سمندر سے ایک بڑا حصہ پایا ہے اور وہ ہمیں دیا ہے اور قیامت تک ہمیں اس سے نئے سے نئے علوم حاصل ہوتے رہیں گے وہ دروازہ قرآنی علوم کے حصول کا ہم پر بند نہیں کیا بلکہ جماعت کے جو بے نفس اولیاء یا ابرار یا اخیار ہیں ان پر اللہ تعالیٰ فضل کرتا ہے اور پیار کی نگاہ سے ان کو دیکھتا ہے اور قرآنی اسرار کا انہیں وارث بناتا ہے قرآنی معارف کے بحران پر کھولے جاتے ہیں

اللہ تعالیٰ بڑی شان والا ہے

میں نے دیکھا ہے کہ بعض دفعہ ایک سیکنڈ میں اللہ تعالیٰ ایک ایسا مضمون سکھا دیتا ہے کہ جس پر مجھے دس پندرہ خطبات دینے پڑتے ہیں لیکن وہ معلم حقیقی اور مربی حقیقی تو بالائے وقت ہے اس کے لئے اگر ہم وقت کا محاورہ استعمال کرتے ہیں تو صرف ایک دوسرے کو سمجھانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کو سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے لئے ایک سیکنڈ یا ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصہ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ لیکن دراصل اس کے متعلق سیکنڈ یا وقت کا کوئی سوال نہیں کیونکہ وہ وقت اور مقام سے بالا ہے۔ بہرحال ایک جھونکا یا غنودگی جو دنیاوی کدورت سے انسان کو بالکل علیحدہ کردی ہے۔ اس کے اندر ایک وسیع مضمون بیج کی طرح دماغ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ یہ دروازے اب بھی کھلے ہیں۔ ہماری جماعت میں بیسیوں نہیں سینکڑوں ہزاروں ایسے ہوں گے جن کو بوقت ضرورت اللہ تعالیٰ خود ان کا معلم بن کر قرآنی معارف سکھاتا ہے۔

ہمارے نوجوان مبلغ

افریقہ امریکہ اور یورپ میں جاتے ہیں اور ان پادریوں سے باتیں کرتے ہیں جن کی ساری دنیا میں دھاک بیٹھی ہوتی ہے تو ان کا بھروسہ جامعہ احمدیہ کی اس تعلیم پر نہیں ہوتا۔ جو انہوں نے یہاں حاصل کی بلکہ ان کا بھروسہ اپنے رب پر ہوتا ہے۔ چنانچہ میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مخالف کے اعتراضوں کے ایسے لطیف جواب سکھاتا ہے کہ انسان کی عقل اس بات کے ماننے پر مجبور ہوجاتی ہے کہ اس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا تعلق محبت ہے اور اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کی غیرت کے نتیجہ میں اور اسلام کو غالب کرنے کے لئے ایسا سامان کیا ہے کہ ایسے کمزور کم عمر ناتجربہ کار اور دوسروں کے مقابلہ میں کم تعلیم یافتہ شخص کے ذہن میں ایک چمکار آتی ہے اور مضمون کھل جاتا ہے اور دندان شکن اور مسکت یعنی خاموش کر دینے والا جواب ان کی زبان سے نکلتا ہے اور دوسرا آدمی بھی حیران ہوجاتا ہے احمدیت کا دنیا پر اتنا خوف طاری ہے کہ انسان حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔

افریقہ میں ہمارا ایک ہندوستانی خاندان آباد تھا

اب وہ انگلستان چلا گیا ہے ان کا ایک دس سالہ بچہ تھا جسے تبلیغ کا شوق تھا وہ چھٹی کے دن مختلف رسائل اور کتب لیکر گلی میں چلا جاتا اور ایک جگہ کھڑا ہوجاتا اور جو شخص گلی سے گذرتا اس کو مفت دینے والے رسائل میں سے کوئی رسالہ دیدیتا اور باقی کے متعلق کہتا کہ اگر یہ اچھی کتاب ہے تو آپ اسے خرید لیں وہ بچہ عام طور پر دس پندرہ شلنگ کی کتابیں فروخت کر دیا کرتا تھا۔ ایک دن وہ گلی میں کھڑا رسائل اور کتب تقسیم یا فروخت کر رہا تھا کہ اس نے دیکھا کہ ایک پڑھا لکھا سوٹڈ بوٹڈ آدمی گذرا اس لڑکے نے مجھے لکھا کہ میں نے اس کے ہاتھ میں ایک رسالہ دے دیا اس نے وہ رسالہ لے لیا میرا شکریہ ادا کیا اور چلا گیا چلتے چلتے اس نے رسالہ کو کھول کر دیکھا جب اسے معلوم ہوا کہ یہ رسالہ احمدیوں کا شائع کردہ ہے تو بیس تیس قدم چلنے کے بعد وہ واپس آیا اور اس نے کہا یہ واپس لے لو کیونکہ ہمیں حکم ہے کہ تم نے نہ کسی احمدی سے بات کرنی ہے اور نہ ان کی کوئی کتاب لینی ہے تو دیکھو اللہ تعالیٰ نے احمدیت کا اتنا رعب پیدا کر دیا ہے اور یہ رعب دلائل کے اسی خزانہ کی وجہ سے ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے ہاتھ میں دیا ہے اور پھر یہ رعب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تاثیرات روحانیہ کی وجہ سے ہے جن سے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل حصہ لیا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خدا تعالیٰ کی غیرت بھڑک اٹھتی ہے اور بہت دفعہ وہ ہمیں اپنا آلہ کار بناتا ہے اور نئے سے نئے مضامین اور نئے سے نئے جواب ہمارے ذہن میں آجاتے ہیں یہ ایک حقیقت ہے لیکن

سوال یہ ہے

کہ ہماری مستورات میں کتنی ہیں جو اس حقیقت کو جانتی ہیں کیا وہ رسمی طور پر احمدی تو نہیں اگر وہ رسمی طور پر احمدی ہیں تو احمدیت کو یا اللہ تعالیٰ کو ان کی کیا ضرورت ہے ہر شخص کو خود اپنی بہبود اور بھلائی کے لئے خدا کے دین کو سیکھنا اور خدا کی راہ میں قربانی دینا ہے ورنہ وہ ان تین عظیم وعدوں کا جن کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے وارث نہیں بن سکتا۔

پس پیدائشی احمدی بہن (گو وہ احمدی ہے) کو ہم نے حقیقی احمدی بنانا ہے اگر ہم ایسا نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کرے ہمیں بھی اسکے عذاب اور غضب کا نشانہ بننا پڑے گا ہم نے علم کے لحاظ سے اور عقیدہ کے لحاظ سے اور محبت ذاتیہ الٰہیہ کے لحاظ سے پیدائشی احمدی مستورات کو جماعت کی پہلی مستورات کے نقش قدم پر چلانا ہے ویسے تو اور بہت سے پہلو ہیں لیکن بنیادی طور پر باقی سب باتیں ان تینوں کے اندر آجاتی ہیں جیسا کہ میں نے بتایا ہے ہماری ہر پیدائشی احمدی عورت کی یہ حالت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا ہے ہماری اکثر پیدائشی احمدی مستورات ان دلائل کو جانتی ہیں جو اسلام کی صداقت اور احمدیت کی حقانیت کے ہمیں عطا ہوئے ہیں وہ ان صاف اور مصفّٰی عقائد پر قائم ہیں جن میں کسی بدعت یا گندی عادت کا دخل نہیں وہ پردہ کی پابند ہیں۔ نمائش سے پرہیز کرنے والی ہیں ہر وقت دعاؤں میں مشغول رہتی ہیں بڑی ہی پیاری قوم ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے کراچی میں مجھے بعض ایسے گھرانوں کے متعلق معلوم ہوا تو مجھے بہت لطف آیا

ایک گھرانہ وہ تھا کہ

والد ہے نہیں۔ والدہ ہے اور وہ اتنی دعا گو ہے اتنی دعا گو ہے کہ ان کی والدہ کی وجہ سے سب بھائیوں کا آپس میں پیار ہے ان کے دنیوی اموال میں برکت ہے دینی کاموں میں وہ شوق سے

حصہ لینے والے ہیں میں نے جب سوچا تو میرے دماغ نے کہا کہ اے بچو تم بڑے خوش قسمت ہو کہ تمہیں اللہ تعالےٰ نے اس قدر اچھا مال دیا ہے جو خدا سے ہر چیز پاتی ہے اور پھر تم تک پہنچاتی ہے۔ ایک مال وہ ہوتی ہے جو دنیا کو دنیا کے طریقوں پر حاصل کرنا چاہتی ہے اور ناکام ہوتی ہے اور ایک یہ مال ہے جس نے خدا سے کہا کہ میں اور میرے بچے میری اور میرے بچوں کی ہر چیز تجھ پر قربان "حق" تو ہی ہے تیری رضا مل جائے۔ تیری محبت مل جائے تو دنیا کیا۔ دنیا کے اموال کیا اور اس کی عزتیں کیا۔ اس خدا نے اس دنیا میں بھی اس نیک دل سے پیار کیا اور دنیا بھی دی اور دین بھی دیا۔ اس نے اس دنیا کی جنت بھی دی اور ان شاء اللہ اُس دنیا کی جنت بھی اس کو ملے گی۔ سینکڑوں ہزاروں عورتیں ایسی ہیں اور یہ

احمدیت کی ایک نمایاں خصوصیت ہے

یہ تو صحیح ہے لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ایک حصہ احمدی مستورات کا ایسا ہے کہ جو صرف احمدی گھرانوں میں پیدا ہونے کی وجہ سے احمدی ہیں انہیں وہ علم حاصل نہیں جو احمدیت نے دنیا کو دیا انہیں ان عقائد صحیحہ کا علم نہیں جن اسلامی عقائد پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت احمدیہ کو قائم کیا ان کے دل اپنے رب کی اس محبت ذاتی سے خالی ہیں کہ جس کے بغیر زندگی زندگی نہیں۔ خدا کرے کہ ہم اپنے رب سے یہ توفیق پائیں کہ اس کمزور اور سست حصہ کی صحیح تربیت کر کے ان کو ان مستورات کے پہلو پر لا کھڑا کریں جو جنت خدا کی پیاری اور مقرب ہیں۔ وہ بھی ایثار کرنے والی اپنے رب کو پہنچانے والی اس کے حضور جھکنے والی اور اس سے دین اور دنیا کی حسنات حاصل کرنے والی ہوں

یہ لجنہ اماء اللہ کا پہلا اور آخری فرض ہے

اگر ہماری ایک بہن بھی ایسی ہے جو خدا تعالیٰ کے غضب کے نیچے ہے تو ہمیں رات کو نیند نہیں آنی چاہیئے کیونکہ خدا کا غضب اس دنیا میں بھی نازل ہوتا ہے تو بالکل تباہ کر دیتا ہے میں نے ابھی ایک مثال دی ہے کہ ایک منٹ کی ژالہ باری نے سارے گاؤں کے ہرے بھرے کھیتوں کو زمین کے ساتھ ملا دیا۔ اس کے غضب اور اس کے قہر کی ایک چمکار بھی انسان برداشت نہیں کر سکتا۔ لیکن جس سے ڈرایا گیا ہے وہ ایک چمکار نہیں ہے وہ ایک لمبے زمانہ کے یکے بعد دیگرے غضب کے شعلے ہیں۔ ان شعلوں سے ہمیں ڈرایا گیا ہے۔ پس جس چیز سے ہمیں ڈرایا گیا ہے وہ معمولی نہیں۔ اگر ہمیں سانپ سے ڈرایا جاتا تو ہم سوچ سکتے تھے کہ شاید ہم اسے اپنی سوٹی سے مار دیں۔ اگر ہمیں اس دنیا کی آگ سے ڈرایا جاتا تو شاید ہم خیال کرتے کہ ہمارے کچھ ساتھی پانی لا کر اس آگ کو بجھا دیں گے جو ہمارے جلانے کیلئے بھڑکائی گئی ہے اور ہمیں کوئی خطرہ نہیں۔ لیکن یہ نہیں۔ جس چیز سے ہمیں ڈرایا گیا ہے۔ وہ معمولی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہو تو ایک ہی چمک سے ساری دنیا کو تہ و بالا کر دے۔ ذرہ ذرہ کر دے تباہ کر دے ہلاک کر دے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ

ایک وقت ایسا آنے والا ہے

کہ میں اس دنیا پر اس رنگ میں قیامت لاؤں گا کہ ساری مادی چیزیں اپنے مادی ہیولیٰ سے باہر نکل آئیں گی اب وہ ایک ہی چمکار ہے اور وہ محبت کی چمکار نہیں لیکن جو لوگ خدا تعالےٰ کی محبت کے حقدار ہوں گے انہیں اس انتہائی اور زبردست چمکار کے وقت بھی اللہ تعالےٰ محبت سے اپنی گود میں لے لے گا۔ اور کوئی شعلہ ان کے جسموں کو نہیں لگے گا۔ اس محبت کے لئے ہم نے خود کو تیار کرنا ہے۔ وہ محبت جو اپنے بندے یا بندی کے دل سے ہر احساس دُکھ کو مٹا دیتی ہے۔ دُکھ احساس کا نام ہے دُکھ کوڑے کھانے چپیڑیں کھانے۔ جوتیاں کھانے اور آگ میں پڑنے کا نام نہیں ہے۔ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ نشان دکھایا کہ دشمن نے یہ سمجھا کہ ہم نے اللہ تعالےٰ کے اس مقرب بندے کو آگ میں پھینک دیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے اس مقرب بندے نے یہ محسوس کیا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے پیار سے جنت میں لے لیا وہ خدا کا پیار اس رنگ میں ظاہر ہوا کہ اس آگ کے نتیجہ میں صرف یہ نہیں ہوا کہ آپ مرے نہیں بلکہ آپ کے جسم پر ایک آبلہ بھی ایسا نہیں آیا کہ ان کے جسم میں اور ان کے احساس میں دکھ پیدا کرتا۔ پس اللہ تعالےٰ جہاں ایک طرف انتہائی طور پر شدید العقاب ہے۔ اور اس چیز سے وہ ہمیں ڈراتا ہے وہاں وہ ہم سے اتنا پیار کرنے والا ہے کہ ہمارا دل اور ہماری روح دونوں پکار اٹھتے ہیں کہ اے ہمارے رب۔ واقعہ میں تیری رحمت ہر چیز کو اپنی وسعتوں میں گھیرے ہوئی ہے کیونکہ اس کا ایک لمحہ کا پیار ساری زندگی کے دکھوں سے زیادہ لذت اور سرور بخشتا ہے اور اس کا وعدہ یہ ہے کہ اگر محبت ذاتی کے نتیجہ میں تم میرے پیار کو حاصل کرو گے تو تمہیں دکھ کا احساس نہیں ہوگا جیسا کہ میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال دیکر بتایا ہے کہ دنیا بظاہر ایسے لوگوں کو دُکھ پہنچا رہی ہوتی ہے لیکن وہ لوگ اپنے آپ کو جنت میں محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کسی نے اعتراض کیا کہ

اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کو دکھ کیوں پہنچتے ہیں

آپ نے اس کا نہایت لطیف جواب دیا ہے اور فرمایا ہے کہ تم ان چیزوں کو جو انہیں پہنچ رہی ہیں دکھ سمجھتے ہو۔ لیکن ان سے جا کر پوچھو کہ آیا ان کے دل میں دکھ کا احساس ہے یا لذت اور سرور کا احساس ہے اگر دنیا کے سارے دُکھ ان کے دل میں خدا تعالےٰ کی محبت کو تیز کرنے والے اور انتہائی طور پر جسمانی اور روحانی لذت اور سرور کا احساس پیدا کرنے والے ہیں تو احمق ہے وہ شخص جو ان چیزوں کو دکھ کہتا ہے جو شخص اللہ تعالےٰ کا پیارا ہو جاتا ہے اس کو اس معنی میں دکھ نہیں پہنچا کرتا جس میں دوسرے لوگ دکھ سمجھتے ہیں کیونکہ دکھ احساس کا نام ہے اور اللہ کے پیاروں کو یہ احساس کبھی نہیں ہوا کرتا۔

خدا کرے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو نبھا سکیں

اور خدا کرے کہ بلا استثناء ہمارا ہر مرد اور ہماری ہر عورت اللہ تعالےٰ کی محبت ذاتی کے نتیجہ میں اس سے پیار کرنے والی ہو اور ہمیشہ اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی اس کی جنتوں میں اور اس کی رضا کے باغوں میں رہنے والی ہو۔ اللّٰھم آمین۔

قائدین مجالس اپنی مساعی سے آگاہ کریں

اطفال الاحمدیہ کو سترہ آیات زبانی یاد کروانے کے سلسلہ میں قائدین مجالس کا ایک فرض ہے کہ وہ اپنی مساعی سے مرکز کو ساتھ کے ساتھ آگاہ کرتے رہیں۔ اس اعلان کے ذریعہ جملہ قائدین مجالس کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی مساعی سے فوری طور پر مرکز کو آگاہ کریں

(مہتمم اطفال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

وصایا

ضروری نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جارہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر مزوری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

۲- ان وصایا کو جو نمبر دئے جارہے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں بلکہ یہ مسل نمبر ہیں وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دئے جائیں گے۔

۳- وصیت کنندگان سیکرٹری صاحبان مال- سیکرٹری صاحبان مال وصایا- اسمات کو نوٹ فرمالیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۱۹۸۲۵

میں آمنہ بی بی زوجہ چوہدری محمد یعقوب صاحب قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۴۲ سال بیعت ۱۹۴۰ء ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۷/۹/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے

۱- حق مہر وصول شدہ -/۳۲ روپے

۲- زیور سواد و تولے مالیتی -/۲۷۲ روپے

کل جائیداد -/۳۰۴ روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی

اس وقت مجھے مبلغ -/۱۰ روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامتہ:- آمنہ بی بی زوجہ چوہدری محمد یعقوب صاحب ربوہ-

گواہ شد:- عطاء اللہ ایم اے لیکچرار ٹی آئی کالج ربوہ-

گواہ شد: محمد سلطان اکبر ربوہ

مسل نمبر ۱۹۸۲۶

میں غلام حید رولد نظام دین صاحب قوم بھٹی پیشہ مرمت سلائی مشین ۶۵ء سال بیعت ۱۹۲۱ء ساکن کراچی ضلع کراچی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰-۲-۶۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے

مکان واقع میانوالی مالیتی -/۲۵۰۰ روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ -/۳۰ روپے ماہوار آمد ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد:- غلام حید نیڈل سل ایریا بلاک نمبر ۲۱ جی ٹائپ ہاؤس ۶ کراچی

گواہ شد:- ڈاکٹر ناز احمد ناصر نائب سیکرٹری وصایا کراچی-

گواہ شد:- شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا کراچی-

مجالس خدام الاحمدیہ کا ایک اہم کام

قائدین مجالس خصوصی توجہ فرمائیں

ہر مجلس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی کارگزاری کی رپورٹ آئندہ ماہ کی پندرہ تاریخ تک مرکز کو بھجوادے لیکن بہت کم مجالس نے اس اہم کام کی طرف توجہ دی ہے۔ ایسی مجالس جنہوں نے ابھی تک ماہ نومبر کی رپورٹ نہیں بھجوائی وہ جلد بھجوادیں۔ اگر خدانخواستہ کوئی کام نہیں ہوا تو بلا جھجک لکھدیں کہ کام نہیں ہوا البتہ رپورٹ ضرور بھجوائیں۔ (معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

دعائے مغفرت

میرا بچہ عزیز عبد المجید عمر تیرہ سال یکم جنوری ۱۹۷۰ء کو موٹر کے ایک حادثہ میں وفات پا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس دردناک حادثہ پر محض اپنے فضل سے ہمیں صبر جمیل کرنے کی توفیق دے اور نعم البدل عطا فرمائے۔

(عبد الحمید چوکیدار طبیہ کالج جامعہ احمدیہ ربوہ)

تبدیل شدہ بستر

کسی دوست کا بستر میرے بستر کے ساتھ بدل گیا ہے۔ جو میرے ہمراہ ربوہ سے صبح ۱۰½ بجے یونائیٹڈ ٹرانسپورٹ کی بس پر سوار ہوتے تھے اور پنڈی بھٹیاں سیالکوٹ جانے کے واسطے اتر گئے تھے میرا پتہ مندرجہ ذیل ہے۔

(وسیم الدین معرفت شیزان انٹرنیشنل لمیٹڈ مندر روڈ لاہور۔ ٹیلیفون ۶۸۲۴۸)

احباب محتاط رہیں

یوسف مبارک احمد ولد قاضی محمد ابراہیم صاحب سکنہ لاہور چھاؤنی کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ انہوں نے مختلف نظارتوں کی جعلی مہریں بنوائی ہوئی ہیں وہ مہریں لگا کر اور جعلی دستخط کر کے مختلف حیلے بہانوں کے ساتھ لوگوں سے روپیہ بٹورتے رہتے ہیں حلیہ- ایک کان خراب ہے۔ اس کے سینہ پر جلنے کا داغ ہے۔ قد تقریباً ساڑھے پانچ فٹ عمر ۲۵/۲۶ سال یوسف مبارک مکرم بشیر الدین کاہلی صاحب قائد خدام الاحمدیہ بہاولپور کے چھوٹے بھائی ہیں احباب ان سے محتاط رہیں (ناظر امور عامہ)

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار
ماہنامہ تحریک جدید ربوہ
آپ خود بھی ماہنامہ پڑھیں اور
غیر احمدی دوستوں کو بھی پڑھائیں
سالانہ چندہ
صرف دو روپے
(مینیجر)

قابل اعتماد سروس
سرگودہا سے سیالکوٹ
عباسیہ ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ
کی
آرام دہ بسوں میں سفر کیجئے
(مینیجر)

مرغی خانہ
کھولنے کے لئے
متواتر انڈے دینے والی
بہترین وائٹ لیگھارن نسل
کے یک روزہ چوزے
خلیل پولٹری فارم ربوہ
سے حاصل کریں۔ ریٹ یک روزہ چوزہ -/۱۵۰ فی سینکڑہ
تین ہفتہ کی مچھیاں -/۲ روپے سینکڑہ
(مینیجر)

لائل پور
میں اپنی نوعیت کی واحد دکان جہاں سے
آپ کو ہر قسم کا صوفہ کلاتھ، پردہ کلاتھ،
بیڈ سیٹ، بستر، فرشی دریاں۔ کھیس تولیے۔
جائے نماز تھوک و پرچون مل سکتے ہیں
وسیم ٹیپسٹری ہاؤس
چوک گھنٹہ گھر امین پور بازار لائلپور

اچھوتے اور بے مثل ڈیزائنوں میں بیاہ شادی
کیلئے
سونے کے
جڑاؤ و سادہ سیٹ
چاندی کے خوشنما برتن ٹی سیٹ وغیرہ
فرحت علی جیولرز کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائد اعظم لاہور فون نمبر ۵۲۶۲۳

خوبصورت اور مضبوط امریکن دانت
جدید ترین طریقہ سے بغیر تالو کے لگائے جاتے ہیں
دانت بغیر درد کے نکالے جاتے ہیں دانتوں کی جملہ امراض کا علاج کیا جاتا ہے
ڈاکٹر شریف احمد پراناڈہ چنیوٹ

اکسیر پائیوریا مسوڑھوں سے خون اور پیپ کا آنا (پائیوریا) کے لئے اکسیر مکمل کورس اڑھائی روپے ناصر دواخانہ
گول بازار ربوہ فون نمبر ۳۴
گول کچہری بازار لائلپور

ترسیل زر اور انتظامی امور
سے متعلق
مینجر روزنامہ الفضل ربوہ
سے خط و کتابت کیا کریں۔

نیو پائلز کورس

بواسیر خونی و بادی کی مجرب دوا مکمل کورس ۸ روپے
۱۵۰ سے زائد مجربات کا کتابچہ مفت
شاہ ہومیو پیتھک سٹور رحمت بازار ربوہ

تبلیغی و علمی مجلہ
ماہنامہ الفرقان ربوہ
جس میں
قرآنی حقائق بیان کرنے کے علاوہ پادریوں اور دیگر مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جواب دیئے جاتے ہیں۔ غیر احمدی علماء کے اعتراضات کی تردید کی جاتی ہے جس کے ایڈیٹر مولانا ابوالعطاء صاحب ہیں۔
سالانہ چندہ :- صرف ۶ روپے (مینیجر)

کتاب
اسلام کا اقتصادی نظام

جس میں سوشلزم، کیپٹل ازم اور اسلامی نظام کا مقابلہ کر کے اسلامی نظام کی فوقیت ظاہر کی گئی ہے۔ کارڈ آنے پر مفت پتہ صاف لکھیں
محمود احمد قمر ایڈووکیٹ سمن آباد لائل پور

(کالونی سکیم) پاک ٹاؤن

رہائشی پلاٹ ۶۰ روپے مرلہ۔ رقبہ فی پلاٹ ۷ مرلے ۱۶۲ ½ مربع فٹ۔ پیمائش فی پلاٹ۔ چوڑائی ½ ۲۷ فٹ لمبائی ۵۵ فٹ۔ ایک سے زائد پلاٹ بھی خریدے جا سکتے ہیں۔ کالونی ہذا میں۔ ریلوے مین روڈ چوڑائی ½ ۲۷ فٹ مین بازار پاک ٹاؤن:- چوڑائی ۳۳ فٹ اور فراخ گلیاں موجود ہیں۔ رقبہ ہذا کالونی پاک ٹاؤن ہموار، زرخیز اور اونچا ہے۔ بجلی با موقعہ، سوئی گیس۔ بھٹہ خشت ساتھ موجود ہیں۔ اس کے علاوہ جامع مسجد جامع پارک۔ ملک پارک، سکول، ہسپتال اور ڈاک خانہ وغیرہ کے لئے پلاٹ چھوڑ دیئے گئے ہیں
واقع (کالونی سکیم) پاک ٹاؤن لاہور شیخوپورہ روڈ فیکٹری ایریا کے عقب میں ہے۔ نادر موقعہ اور قبضہ فوری۔ آپ کوارٹر تعمیر کروا کر ابھی سے فائدہ حاصل کریں۔ آپ کے اعتماد اور یقین کے لئے رقبہ ہذا کالونی سکیم پاک ٹاؤن واحد ملکیت ہے۔ احباب جماعت احمدیہ کے لئے خوشخبری۔ سکیم پاک ٹاؤن آپ کی اپنی کالونی ہے۔ احباب جماعت اس نادر موقعہ سے پورا پورا فائدہ حاصل کریں۔ نیچے دیئے گئے پتہ پر دفتر سے رابطہ قائم کریں۔
محمد ریاض احمد مینیجر املاک کارپوریشن ۱۲ آزادی روڈ قصور پورہ لاہور

قابلِ فروخت زرعی اراضی

جو تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں واقع ہے۔ بہترین رقبہ اور ہر قسم کی سہولت اور با موقع رقبہ ہے
(۱) رقبہ تعدادی ۸۳ کلہ قسم نہری پانی سالانہ ایک پلاٹ کی شکل میں متصل کوٹھی نواب سرگودھا میانوالی روڈ پر اور ریلوے اسٹیشن مٹھہ ٹوانہ سے ڈیڑھ میل فاصلہ پر واقع ہے۔
(۲) رقبہ تعدادی ۴۱۳ کلہ قسم بارانی موضع آدھی کوٹ میں واقع ہے۔ بہترین رقبہ ہے اور چشمہ لنک کینال مکمل ہونے پر اس رقبہ کو بھی نہری پانی ملنے کے قوی امکان موجود ہیں۔ خواہش مند احباب رقبہ موقع پر دیکھ کر تسلی کریں اور درخواستیں معرفت مینیجر صاحب اخبار بھجوائیں۔

تذکرہ

مجموعہ الہامات کشوف و رؤیا
حضرت مسیح موعود علیہ السلام

احباب جماعت کو یہ معلوم کر کے خوشی ہو گی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے الہامات کشوف و رؤیا کا مجموعہ
تذکرہ ایڈیشن سوم
الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ

نے شائع کیا ہے جو ایک عرصہ سے نایاب تھا۔ اس ایڈیشن کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں وہ الہامات و کشوف و رؤیا جو ایڈیشن اول و دوم میں شائع نہ ہو سکے تھے اس ایڈیشن میں ان کو بھی شامل کر دیا گیا ہے اس کے علاوہ اس کے ساتھ یک صد بانوے صفحات کی مفتاح بھی شائع کی گئی ہے تاکہ حوالہ جات کی تلاش میں سہولت رہے صفحات ۱۰۱۸ سائز ۲۰×۲۶/۸ کاغذ و طباعت عمدہ۔ ہدیہ علاوہ محصول ڈاک صرف اٹھارہ روپے

ملنے کا پتہ :- الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ

نہایت با موقع دکان / مکان برائے فروخت

رحمت بازار ربوہ میں نہایت با موقع پلاٹ (نمبر ۵/۸ غلہ منڈی) جس پر دکان / مکان بھی تعمیر شدہ ہے برائے فروخت موجود ہے۔ لڑکیوں کے سکول اور کالج کے بالکل نزدیک بازار اور ریلوے سٹیشن بالکل نزدیک۔ پانی بہترین اور میٹھا۔ خواہش مند حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر رجوع کر سکتے ہیں۔
ربوہ میں چوہدری نسیم احمد صاحب ابن چوہدری محمد بوٹا صاحب مرحوم سیالکوٹ ہاؤس غلہ منڈی ربوہ سے بھی بات چیت ہو سکتی ہے۔
غلام مصطفےٰ ملک
۲۵۴/۶ F رحمان پورہ لاہور

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

IM SDH-U-19-59

ہمدرد نسواں (جوب اٹھرا) مرضِ اٹھرا کا بے نظیر علاج دواخانہ خدمتِ خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں۔ مکمل کورس بیس ۲۰ روپے

جماعتِ احمدیہ کا ۷۸ واں للّٰہی جلسہ سالانہ

(بقیہ صفحہ اوّل)

کامیاب ہوتے ہیں انہیں ایک ایک ہزار روپیہ نقد انعام دیا جاتا ہے (۳) سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مرکزی لائبریری کے لئے فاؤنڈیشن نے اپنے خرچ پر ایک وسیع اور عمدہ عمارت تعمیر کرانے کی پیشکش کی ہے اس کا نقشہ تیار ہو چکا ہے امید ہے کہ ماہِ جنوری میں اس کی تعمیر کا ابتدائی کام شروع ہو جائے گا۔

اِس کے بعد حضور نے تحریکِ جدید کے ذریعے بیرونی ممالک میں اسلام کی تبلیغ واشاعت کا جو وسیع اور عظیم الشان کام ہو رہا ہے اس پر مختصراً روشنی ڈالی اور بتایا کہ (۱) سویڈن میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایک بڑی جماعت قائم ہو گئی ہے۔ یہ جماعت یوگوسلاویہ کے ان مسلمان مہاجرین پر مشتمل ہے جو اپنے ملک سے ہجرت کر کے وہاں آباد ہو گئے ہیں اور انہیں معجزانہ رنگ میں قبولِ احمدیت کی توفیق ملی ہے۔ (۲) اِس سال اللہ تعالیٰ کا دوسرا خاص فضل ہم پر یہ ہوُا کہ ہم جاپان میں اسلام کا تبلیغی مشن قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں (۳) محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر نے تبلیغی سروے کے سلسلے میں امسال ترکی، ایران اور یوگوسلاویہ کا دورہ کیا۔ یوگوسلاویہ وہ پہلا کمیونسٹ ملک ہے جہاں پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری ایک منظم جماعت قائم ہو گئی ہے (۴) مشرقِ وسطیٰ کے ممالک میں بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے کثرت سے احمدی جماعتیں قائم ہو رہی ہیں (۵) امریکہ مشن نے اپنا پریس قائم کیا ہے (۶) اسی سال ڈچ زبان میں قرآنِ کریم کے ترجمہ کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوُا ہے (۷) امسال یورپ میں ۵۶ افراد نے اور امریکہ میں ۸۲ افراد نے حق کو قبول کیا (۸) تحریکِ جدید نے اِس سال مختلف اہم موضوعات پر ۱۹ کتب شائع کیں۔

حضور نے تحریکِ وقفِ جدید کے کام کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس سال وقفِ جدید نے بڑا ہی اچھا کام کیا ہے۔ صرف نگرپارکر (سندھ) کے علاقہ میں وقفِ جدید کے معلمین کے ذریعہ اس وقت تک ۵۰۷ ہندو اسلام قبول کر چکے ہیں، الحمد اللہ۔ حضور نے فرمایا وقفِ جدید کے چندہ کی وصولی گو پہلے سے زیادہ ہے مگر اتنی نہیں ہے کہ جس سے ہم خوش اور مطمئن ہو سکیں۔ دوستوں کو اِس چندہ کی طرف اسکے کام کی اہمیت کے پیشِ نظر زیادہ توجہ کرنی چاہیئے۔

حضور نے تحریک وقفِ عارضی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ بہت سے احباب نے اِس تحریک کے ماتحت تربیت اور تعلیم القرآن کا بہت مفید کام کیا ہے لیکن اس کی طرف بھی جماعت کو پہلے سے بہت زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

حضور نے سورہ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات حفظ کرنے کی جو تحریک فرمائی تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس تحریک کی تعمیل کے سلسلے میں ہماری بہنیں اور بچیاں مردوں سے آگے نکل چکی ہیں۔ اِس وقت تک چار ہزار سے زائد بچیوں اور خواتین نے یہ آیات حفظ کر لی ہیں۔ مردوں کو اس طرف زیادہ توجہ کرنی چاہیئے۔ حضور نے صدر انجمن احمدیہ کے چندوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس سال ۲۴ دسمبر ۱۹۶۹ء تک جو چندے وصول ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سال کی نسبت ہمارے چندوں میں سوا دو لاکھ روپیہ کا اضافہ ہوُا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالك۔

حضور نے فرمایا کہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ یہ سال جو ہنگاموں اور فسادات کے درمیان شروع ہوُا تھا اللہ تعالیٰ کی نصرتوں، بشارتوں اور کامیابیوں کے درمیان ختم ہو رہا ہے، الحمد للہ۔

آخر میں حضور نے اشتراکیت اور اسلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کہنا کہ صرف اشتراکیت یا سوشلزم کو غریب سے ہمدردی ہے غلط ہے۔ غرباء کا حقیقی معنوں میں ہمدرد اور خیر خواہ سوائے اسلام کے اَور کوئی نہیں۔ اشتراکیت یا سوشلزم کا نظریہ تو یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کی کم از کم ضروریات کے مطابق دیا جائے لیکن اسلام یہ کہتا ہے کہ انسان کو اپنی ضروریات اور اپنی قوتوں کے نشوونما کے کمال کے لئے زیادہ سے زیادہ جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ اس کا حق ہے جو بہر حال اسے ملنا چاہیئے۔ حضور نے فرمایا کہ میرے نزدیک اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اسلام کے اس نظریہ کو جہاں تک ہماری طاقت اور اختیار میں ہو عملی شکل میں قائم کر کے دکھائیں۔ ہم نے ربوہ میں کسی حد تک اس پر عمل کرنا شروع کر دیا ہے چنانچہ ہم نے ربوہ کے ۳۴۴ خاندانوں کو سستی گندم اور نقدی کی صورت میں امالی مدد دی ہے۔ احمدی کارخانہ داروں اور زمینداروں کو چاہیئے کہ وہ اپنے مزدوروں اور مزارعین کی اُجرت اور ان کے حقوق اسلامی اصولوں کے مطابق ادا کریں حضور نے اِس سلسلے میں ایک کمیٹی کے تقرر کا بھی اعلان فرمایا جو احمدی کارخانہ داروں اور زمینداروں کے حالات اور دیگر امور پر غور کر کے ایسی معیّن تجاویز مرتب کرے گی جن سے اسلامی اصولوں کے مطابق غرباء کے حقوق کی ادائیگی کا انتظام ہو سکے۔

ساڑھے چار بجے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی یہ بصیرت افروز تقریر اختتام پذیر ہوئی ۔ (باقی)

سلسلہ احمدیہ کے ممتاز خادم محترم مولانا قریشی محمد نذیر صاحب ملتانی کی رحلت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

جیسا کہ قبل ازیں اطلاع شائع ہو چکی ہے جماعتِ احمدیہ کے ممتاز خادم محترم مولانا قریشی محمد نذیر صاحب ملتانی ریٹائرڈ مربی سلسلہ ۲ ماہ فتح ۱۳۴۹ ہجری شمسی مطابق ۲ جنوری ۱۹۷۰ء بروز جمعۃ المبارک بوقت فجر (۵½ بجے صبح) بعمر ۶۲ سال لاہور میں وفات پا گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

آپ کا جنازہ بذریعہ ایمبولنس کار اسی روز ۴ بجے سہپر لاہور سے ربوہ لایا گیا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمازِ مغرب کے بعد نمازِ جنازہ پڑھائی۔ حضور نے مرحوم کا چہرہ دیکھا اور دیر تک زیرِ لب دعا کرتے رہے۔ بعدہٗ جنازہ بہشتی مقبرہ لے جا کر مرحوم کی نعش کو قطعۂ مربیان میں سپردِ خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر محترم مولانا ابوالعطاء صاحب صدر مجلس کارپرداز نے دعا کرائی۔ نمازِ جنازہ اور تدفین میں ربوہ اور احمد نگر کے احباب بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔

محترم قریشی صاحب مرحوم جامعہ احمدیہ قادیان سے ۱۹۲۹ء میں مولوی فاضل پاس کرنے کے بعد مبلّغین کلاس میں داخل ہوئے اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۱۹۳۱ء میں مربیٔ سلسلہ کی حیثیت سے کام شروع کیا اور کئی سال تک برِ صغیر کے مختلف علاقوں میں بہت محنت اور جانفشانی کے ساتھ دوسروں تک پیغامِ حق پہنچانے میں ہمہ تن مصروف رہے۔ اِس عرصہ میں صدہا کامیاب مناظرات اور بے شمار تقاریر کیں۔ حدیث پر آپ کو بڑا عبور حاصل تھا اور سیرۃ رسول صلے اللہ علیہ وسلم آپ کا خاص موضوع تھا۔ عربی بہت روانی اور فصاحت کے ساتھ بولتے تھے اور عربی میں تقریر کرنے کا ملکہ بھی حاصل تھا۔ ۱۹۳۸ء میں جبکہ تبلیغی مہمات کے سلسلہ میں آپ احمد آباد میں مقیم تھے آپ پر چاقو سے حملہ ہوُا۔ اگرچہ آپ کی جان تو بچ گئی لیکن اس سے آپ کی صحت بہت متاثر ہوئی۔ بعد ازاں جامعہ احمدیہ میں استاد مقرر ہوئے اور سالہا سال تعلیم وتدریس کی خدمات بجالانے کے بعد ۱۹۵۸ء میں ریٹائر ہوئے۔ ریٹائر ہونے کے بعد بھی آپ مختلف اوقات میں پروفیسر جامعہ نصرت، انسپکٹر بیت المال اور انسپکٹر انصار اللہ مرکزیہ کی حیثیت سے خدمات بجالاتے رہے۔ پانچ سال تک رمضان المبارک میں مسجد مبارک ربوہ میں قرآنِ مجید کا درس دیا۔ نیز قیامِ پاکستان کے بعد احمد نگر (نزد ربوہ) میں سالہا سال تک جماعت کے پریذیڈنٹ رہے۔ احمد نگر کے احباب جماعت کو آپ سے خاص طور پر بے حد اُنس تھا۔ آپ بہت عالم وفاضل، مخلص و فدائی اور دعاگو بزرگ تھے۔ تمام عمر آپ نے خدمتِ سلسلہ میں ہی بسر کی۔

آپ نے اپنی اہلیہ صاحبہ محترمہ کے علاوہ ایک صاحبزادی اور پانچ فرزند اپنے پیچھے چھوڑے ہیں۔ آپ کی صاحبزادی عزیزہ قریشی صاحبہ ایم۔ اے گورنمنٹ کالج گجرات میں لیکچرار ہیں۔ فرزندان میں سے مکرم محمد رشید قریشی صاحب اور محمد حمید قریشی صاحب ایم۔ اے برسرِ روزگار ہیں باقی تین فرزند محمد رفیق قریشی، محمد حنیف قریشی اور محمد سلیم قریشی ابھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

ادارۂ الفضل محترم قریشی صاحب مرحوم کی وفات پر دلی غم والم کا اظہار کرتے ہوئے آپکی اہلیہ صاحبہ محترمہ، آپ کی اولاد اور دیگر لواحقین سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کو اعلیٰ علیین میں خاص مقامِ قرب سے نوازے نیز آپ کی اولاد اور جملہ لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور دین و دُنیا میں ان کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو، آمین۔ احبابِ جماعت سے بھی آپ کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے ۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۷